# اذانِ عثمانی سنت یا بدعت؟

مؤلف

مفتی محمد اجمل قاسمی حفظہ اللہ

پسند فرمودہ

حضرت مولانا ریاض الحق قاسمی دامت برکاتہم

ناشر

اہل السنۃ والجماعۃ اسلامک سینٹر ممبئی

نام کتاب: اذانِ عثمانی سنت یا بدعت؟
مؤلف: مفتی محمد اجمل قاسمی حفظہ اللہ
پسند فرمودہ: حضرت مولانا ریاض الحق قاسمی دامت برکاتہم
کمپوزنگ: مولوی عبدالمتین بن محمد کنکاروی (بھروچ، گجرات) ۹۷۲۵۲۶۷۲۳۶
اشاعت: ستمبر ۲۰۱۹ء
صفحات: ۳۰
تعداد: ۱۱۰۰
ناشر: اہل السنۃ والجماعۃ اسلامک سینٹر ممبئی
+91 7710919549/ 9004489736 / 8070114106

{اسٹاکسٹ}

مکتبہ صدائے حق کشمیر
7006112253 / 9797701048

قرآن وسنت کی نشر واشاعت کا عالمی ادارہ
مکتبہ صفدریہ دیوبند
Mobile & Whats App No: 8881030588
Email:msidam829@gmail.com

8080086863

9086914332 / 8492902349

{ملنے کا پتہ}

دیوبند کے تمام بڑے کتب خانوں پر بھی ہماری مطبوعات دستیاب ہیں

8698242261

09373471142

## (عرض مؤلف)

امام الانبیاء حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: لا تسبوا اصحابی۔ (متفق علیہ) یعنی میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو۔

اسی لیے ہم اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ سارے صحابہ واجب الاحترام ہیں ایک ایک صحابی عادل ہیں صحابہ پر ادنیٰ درجہ کی جرح بھی حرام ہے، مگر افسوس کہ غیر مقلدین اسلامی لباس میں آتے ہیں اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر پیارے نبی ﷺ کی تعلیم کے خلاف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہوئے بالکل بھی نہیں ڈرتے بلکہ بدعتی بھی کہہ دیتے ہیں۔

اذان عثمانی سے متعلق غیر مقلدین کا یہی نظریہ ہے کہ یہ اذان بدعت ہے، کیوں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں جمعہ میں ایک ہی اذان ہوتی تھی دوسری اذان کا اضافہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا، مزید سینہ زوری کرتے ہوئے اہل حدیث فرقہ کہتا ہے: ہم نے نبی کا کلمہ پڑھا ہے عمر اور عثمان وغیرہ کا نہیں اسی لیے ہم اذان عثمانی پر عمل نہیں کریں گے، یہ اذان سنت نہیں بلکہ بدعت ہے۔ (نعوذ باللہ)

محترم قارئین کرام! یہ ہے غیر مقلدین کا نظریہ جو کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ کا نظریہ یہ ہے کہ اذان عثمانی بھی سنت ہے، اس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمیت تمام ائمۂ اسلام کا اجماع ہے۔

**نوٹ**: یہاں پر یہ وضاحت ضروری ہے کہ اذان عثمانی آخر کونسی اذان ہے؟

**جواب**: مسلمانوں کی مسجدوں میں جمعہ کے روز جو پہلی اذان ہوتی ہے وہی اذان عثمانی ہے۔ بے شک نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک ہی اذان ہوتی تھی جو خطبہ کے وقت جب امام منبر پر بیٹھتا ہے اسی وقت دی جاتی تھی، اور آج بھی جاری ہے اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نہیں چھیڑا، اپنی جگہ برقرار رکھا، اسی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو دیکھ کر مسلمانوں کی



سہولت کے لیے خطبہ والی اذان سے پہلے ایک اور اذان کا اضافہ کیا تاکہ اس اذان کو سن کر جمعہ کا وقت معلوم ہو جائے اور لوگ وقت پر مسجد آسکیں، تمام مسلمانوں نے بخوشی اس اذان کو قبول کیا، جیسے مسلمانوں کی ضرورت کو دیکھ کر قرآن پاک کو لغت قریش پر جمع کیا اور تمام مسلمانوں نے قبول کیا، کسی نے اختلاف نہیں کیا، امید ہے کہ اذان عثمانی کی حقیقت اور نوعیت واضح ہو گئی ہوگی۔

اخیر میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے تمام معاونین احباب کا بالخصوص محترم جناب الحاج امتیاز صاحب، مولانا عبدالرشید قاسمی صاحب سدھارتھ نگری، رفیق محترم مفتی محمد ثاقب قاسمی صاحب، مفتی زبیر ندوی صاحب اور مفتی شاہ امان اللہ ندوی صاحب کا جنھوں نے مفید مشوروں سے نوازا اور اسی طرح ہمارے بڑے ہی شفیق دوست جناب شیخ وحیدالزماں صاحب کا جنھوں نے ہماری کتاب کو دیکھا پھر عوام کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے آسان الفاظ کے انتخاب کا مشورہ دیا۔

اب اس اذان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کے دلائل کیا ہیں؟ اور اس اذان پر شیعوں اور ان کے بھائی غیر مقلدین کے کیا اعتراضات ہیں پھر ان کے جوابات کیا ہیں وہ آپ اس کتاب میں پڑھیے، فتنوں سے بچیے، پھر ہمارے لیے اور ہمارے معاونین کے لیے دعا بھی کیجیے۔

جزاکم اللہ خیراً۔

اخیر میں بارگاہ ایزدی میں بطرز بندگی عاجزانہ التجا ہے کہ اس مختصر سی کاوش کو امت محمدیہ کے حق میں سبب ہدایت وتصحیح اعمال بنائے اور ہمارے اور جملہ معاونین کے حق میں ذریعہ نجات اخروی بنائے۔ آمین

(مفتی) محمد اجمل قاسمی
ترجمان اہل السنۃ والجماعۃ اسلامک سینٹر
۵/ ذی القعدہ/ ۱۴۳۹ھ
مطابق ۱۸/ جولائی/ ۲۰۱۹ء

## دعائیہ کلمات:

## حضرت مولانا ریاض الحق صاحب قاسمی دامت برکاتہم

اذان عثمانی کی شرعی حیثیت پر عزیزم مفتی محمد اجمل قاسمی سلمہ نے جو تحریر لکھی ہے انتہائی پر مغز ہے، دلائل سے مزین ہے، جس کے مسنون ہونے پر بھرپور دلائل دینے کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ یہ مسئلہ کوئی فروعی واجتہادی نہیں بلکہ اجماعی ہے، تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اتفاق ہے۔ یہاں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں، پھر اجماع کے دلائل نقل کرنے کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کے وسوسوں کے انتہائی شاندار جوابات بھی لکھا ہے۔

دل کی گہرائی سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت عزیزم کی اس خدمت کو اور دوسری تمام خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد ریاض الحق قاسمی غفرلہ
۳/ذی القعدہ/۱۴۳۹ھ
مطابق ۱۷/جولائی ۲۰۱۸ء
وقت:۔ بعد نماز مغرب



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اذانِ عثمانی کی حقیقت

جمعہ کے دن پہلی اذان جسے اذانِ عثمانی کہتے ہیں سنت ہے، اس اذان پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمیت تمام اہل السنۃ والجماعۃ (احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ) کا اتفاق ہے اہل السنۃ والجماعۃ سے نسبت رکھنے والے کسی بھی فرد یا جماعت نے اس مسنون اذان کو بدعت یا ناجائز وغیرہ کہہ کر انکار نہیں کیا، مگر افسوس کہ شیعوں کی دیکھا دیکھی ہمارے اہل حدیث بھائیوں (غیر مقلدوں) نے اس مسنون اذان کا انکار کر دیا، کسی اہل حدیث بھائی نے کھل کر انکار کیا تو کسی نے گول مول انداز میں انکار کیا۔

پھر انکار کرنے والوں میں دو طرح کے لوگ ہیں، کچھ تو ڈاکٹر، انجینئر، ایڈوکیٹ، اور پروفیسر قسم کے اہل حدیث اور کچھ فضیلۃ الشیخ (عالم) کہلانے والے اہل حدیث۔

ہم ان دونوں قسم کے لوگوں کو جواب دینے سے پہلے ایک ضروری بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ شیعوں نے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اذان کے ساتھ ساتھ ان کے جمع کیے ہوئے قرآن کا بھی انکار کر دیا مگر اہل حدیثوں (غیر مقلدوں) نے اب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کیے ہوئے قرآن کا انکار تو نہیں کیا مگر اذان کا انکار کیا ہے، گویا کہ انکار اذان میں اہل تشیع (شیعہ) اور اہل حدیث (غیر مقلد) دونوں برابر ہیں، اور دونوں کا نظریہ ایک ہے۔

اس مقدمہ کے بعد دیکھیے: جہاں تک معاملہ ہے ڈاکٹر، انجینئر، ایڈوکیٹ، اور پروفیسر اہل حدیثوں کا جنہوں نے اس مسنون اذان کا انکار کیا یا مذاق اڑایا تو ان کے لیے جواب کے طور پر فرقہ اہل حدیث کی کتاب "فتاویٰ ستاریہ" سے ایک پیراگراف نقل کر دینا کافی ہے تاکہ عوام اہل حدیثوں کے سامنے ان کے لیکچرز کی حقیقت واضح ہو جائے تو لیجیے دیکھیے فتاویٰ ستاریہ کے مصنف لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ اسکولوں کے ماسٹر اور عدالتوں کے حکام اکثر انگریزی خواں ہوتے ہیں،

اسلامی تعلیم (یعنی) قرآن وحدیث سے بالکل جاہل ہوتے ہیں اور مغربی تعلیم وتربیت کا ان کے دماغوں پر اثر ہوتا ہے، اس لیے وہ خلاف احکام شریعت محض اپنی خواہشات نفسانیہ کی بناء پر کام کرتے ہیں اور رائے وقیاس نفسانی سے کام لے کر عوام سے اور اپنے زیر اثر طلبہ سے جاہلانہ گفتگو کرتے ہیں۔۔۔ نہ یہ قرآن وحدیث کے احکام سے واقف ہیں اور نہ ہی اسوۂ حسنہ رسول اللہ (ﷺ) سے متعارف ہیں، ان کے دلوں پر طاغوتی تاثرات ہیں، اس لیے یہ لوگ اہل احکام کتاب وسنت سے اور علماء اسلام سے اور متدین ومتشرع لوگوں سے متنفر رہتے ہیں، ایسے لوگوں سے حتی الوسع دور رہنے کی کوشش کریں''۔ (فتاوٰی ستاریہ: جلد ۳ صفحہ ۸۸،۸۷)

محترم قارئین! فتاوٰی ستاریہ کی ذکر کردہ عبارت سے معلوم ہوا کہ اذانِ عثمانی کا انکار کرنے والے ڈاکٹر، ایڈوکیٹ اور انجینئر اہل حدیث (غیر مقلد) حضرات قرآن وحدیث سے جاہل ہیں، اپنی رائے اور قیاس نفسانی سے جاہلانہ باتیں کرتے ہیں، نہ قرآن وحدیث کے احکام سے واقف ہیں، نہ سیرت نبوی ﷺ اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے واقف ہیں، اس لیے اگر ان ڈاکٹر اور ایڈوکیٹ لوگوں نے اذانِ عثمانی کا مذاق اڑایا یا انکار کیا تو زیادہ افسوس کی بات نہیں ہے، زیادہ افسوس تو ان اہل حدیث (غیر مقلد) بھائیوں پر ہے جو فضیلۃ الشیخ کہلا کر بھی صحیح بخاری سے ثابت مسنون اذانِ عثمانی کا انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ اہل حدیث کی مشہور کتاب فتاوٰی ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۸۲ سے ۸۷ تک ۱۲ اہل حدیث علماء کرام کے فتاوے موجود ہیں، سب نے گول مول انداز میں اس مسنون اذان کا انکار کیا ہے، ہم کچھ پوائنٹ یہاں نقل کر دیتے ہیں تفصیل کے لیے قارئین (فتاوٰی ستاریہ: جلد ۳ صفحہ ۸۲ تا ۸۷) ملاحظہ فرمائیں: کچھ پوائنٹ یہ ہیں:

۱] مسجد میں دونوں اذان کہنا بدعت ہے (نعوذ باللہ)۔ (فتاوٰی ستاریہ: جلد ۳ صفحہ ۸۵)

۲] ہمارے زمانے میں مسجد میں جو دو اذانیں جمعہ کے لیے ہوتی ہیں وہ صریح بدعت ہے کسی طرح جائز نہیں (استغفر اللہ)۔ (فتاوٰی ستاریہ: جلد ۳ صفحہ ۸۵)

۳] اگر مسجد کے اندر کہی جائے تو بدعت ہے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)۔ (فتاوٰی ستاریہ: جلد ۳ صفحہ ۸۶)



۴] اسی طرح فتاوٰی ثنائیہ میں ہے: یہ اذان رائجہ بدعت ضلالت ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ (فتاوٰی ثنائیہ: جلد ۱ صفحہ ۴۳۴)

۵] اسی طرح دیکھیے مولانا عبدالمتین میمن جوناگڈھی کی کتاب حدیث خیر وشر صفحہ ۹۵ سے ۱۰۱ تک۔

اہل حدیث (غیر مقلد) علماء کی مذکورہ کتابوں سے یہ بات واضح طور ثابت ہوتی ہے کہ سنت صحابہ، اجماع امت اور بخاری شریف سے ثابت شدہ عثمانی اذان کو یہ حضرات بدعت ضلالت اور گمراہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) جب کہ یہ اذان سنت ہے۔

## اذانِ عثمانی کے مسنون ہونے کے دلائل

**دلیل نمبر [۱]** حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح بخاری میں حدیث لائے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ میں ایک اذان ہوتی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں جب لوگ زیادہ ہوگئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن تیسری اذان کا حکم دیا چنانچہ زوراء پر اذان دی گئی، پھر یہ عمل اسی طرح رائج ہوگیا، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

إن الأذان يوم الجمعة كان أوله حين يجلس الإمام يوم الجمعة على المنبر في عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما فلما كان في خلافة عثمان رضي الله عنه وكثروا أمر عثمان يوم الجمعة بالأذان الثالث فأذن به على الزوراء فثبت الأمر على ذلك۔ (صحیح بخاری: جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ حدیث ۸۷۳)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تمام شہروں کے مسلمانوں نے اس اذان کو قبول کرلیا کیوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے (واجب الاطاعۃ) اطاعت کے قابل تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں:

والذی يظهر أن الناس أخذوا بفعل عثمان في جميع البلاد إذ ذاك لكونه خليفة مطاع الأمر۔۔۔ (فتح الباری شرح بخاری: جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

اس سلسلہ میں واضح رہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

**فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔ (قال الشیخ الألباني صحیح)۔** (سنن ابن ماجہ بتحقیق الالبانی: حدیث ۴۲)

''میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو بھی لازم پکڑو''۔

اس حدیث کو غیر مقلدین کے شیخ علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کی اتباع ضروری ہے اور حضرت عثمان ؓ خلیفہ راشد ہیں اس پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے اس لیے ان کا یہ عمل بھی سنت ہے لہٰذا اس پر عمل کرنا سنت پر عمل کرنا کہلائے گا جس کا حکم خود نبی ﷺ کے فرمان سے ثابت ہے۔

**دلیل نمبر[۲]** قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِينَ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَعُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ۔ (صحیح مسلم ''کتاب الحدود'' ''باب حد الخمر'': حدیث نمبر ۴۵۵۴)

''حضرت علی ؓ فرماتے ہیں: نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ نے شرابی کو ۴۰ کوڑے لگائے اور حضرت عمر ؓ نے ۸۰ کوڑے لگائے (حضرت علی ؓ فرماتے ہیں:) یہ سب سنت ہیں اور یہ مجھے زیادہ پسند ہے''۔

## اذانِ عثمانی کی سنیت کے بارے میں مختلف اہل علم کی رائے

۱] امام ابن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**لما سن عثمان ؓ الأذان الأول اتفق المسلمون علیه فصار أذانا شرعیا۔**
(مختصر فتاویٰ مصریہ لابن تیمیہ: جلد ۱ صفحہ ۶۸)

''یعنی جب حضرت عثمان ؓ نے پہلی اذان کی سنیت جاری کی تو تمام مسلمانوں نے اس پر اتفاق کیا لہٰذا یہ شرعی اذان ہوئی''۔

(**نوٹ:** واضح ہو کہ غیر مقلدین خصوصیت کے ساتھ شیخ ابن تیمیہ کو اپنا بڑا تسلیم کرتے ہیں، شیخ الاسلام اور علامہ جیسے القاب سے یاد کرتے حوالہ کے لیے دیکھیے فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹۔ فتاویٰ محمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)



۲] امام ابن قدامہ مقدسی حنبلی لکھتے ہیں:

**ویسن الأذان الأول في أول الوقت لأن عثمان سنه وعملت به الأمة بعده وهو مشروع للإعلام بالوقت۔** (الکافی جلد ۱ صفحہ ۳۲۸)

''یعنی پہلی اذان اول وقت میں سنت ہے کیوں کہ حضرت عثمان ؓ نے اس کی سنیت جاری کی''۔

(**نوٹ:** غیر مقلدین عقیدہ میں ان کو عظیم شخصیت تسلیم کرتے ہیں)

۳] شیخ ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن مفلح لکھتے ہیں:

**ولأن عثمان سنه وعملت به الأمة۔** (المبدع شرح المقنع: جلد ۲ صفحہ ۱۴۸)

''حضرت عثمان ؓ نے اس اذان کی سنیت جاری کی''۔

۴] مسجد نبوی کے سابق استاذ شیخ عطیہ محمد سالم لکھتے ہیں:

**فسن عثمان الأذان الأول یوم الجمعة۔** (شرح اربعین للنووی: جلد ۶۱ صفحہ ۹)

''جمعہ کے دن پہلی اذان کو حضرت عثمان ؓ نے سنت قرار دیا''۔

۵] مشہور حنبلی عالم امام ابن عثیمین لکھتے ہیں:

**فالأذان الأول للجمعة أذان شرعي بإشارة النبي ﷺ وسنة أمیر المؤمنین عثمان ؓ وبإجماع الصحابة الإجماع السکوتي۔**
(شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین: جلد ۱ صفحہ ۱۱۸۶)

''جمعہ کی پہلی اذان شرعی اذان ہے، نبی ﷺ کے اشارہ کی وجہ سے اور امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان ؓ کی سنت اور صحابہ کرام ؓ کے اجماع سکوتی کی وجہ سے''۔

(**نوٹ:** غیر مقلدین ان کو اپنا بڑا تسلیم کرتے ہیں اور معزز القاب سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں ایک غیر مقلد عالم صاحب لکھتے ہیں: عالم اسلام کے مرکز حجاز کے ایک ممتاز اور محقق الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین۔ حوالہ کے لیے دیکھیے فتاویٰ ابن عثیمین کا مقدمہ صفحہ ۱۹، مطبوعہ مکتبہ التفہیم)۔

# اذانِ عثمانی کے مسنون ہونے پر اہل حدیث علماء کرام کی شہادتیں

[۱] فرقہ اہل حدیث کے ابوالقاسم شیخ محب اللہ شاہ راشدی لکھتے ہیں:

''یہ جمعہ کی اذان دور راشد خلفاء کی سنت ہے''۔ (فتاوی راشدیہ: صفحہ ۳۲۵)

[۲] فرقہ اہل حدیث کے عالم شیخ محب اللہ شاہ راشدی اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں:

''اگر عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ فعل (عمل) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہوتا اور کسی نص سے مستنبط نہ ہوتا تو صحابہ کرام کی جماعت قطعاً خاموش نہ رہتی''۔ (مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۵۰)

(**نوٹ**: واضح ہو کہ راشدی صاحب غیر مقلدین کے محقق اور فضیلۃ الشیخ ہیں جہاں ان کا فتویٰ پہنچ جاتا تھا تو اسی پر فیصلہ ہوا کرتا تھا، کوئی بڑے سے بڑا آدمی بلکہ کورٹ بھی اس کو رد کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (فتاوی راشدیہ کا مقدمہ: صفحہ ۶)

[۳] فرقہ اہل حدیث کی کم یاب کتاب دستور المتقی جو میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے اپنی موجودگی میں فرقہ اہل حدیث کے لیے چھپوائی اس کے صفحہ ۸۹ پر لکھا: ''اذان مذکورہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خلفاء راشدین کی سنت میں داخل ہے جو لوگ اس اذان کو بدعت بتاتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے''۔ (بحوالہ فتاوی ثنائیہ: جلد ۱ صفحہ ۴۳۶)

## اذانِ عثمانی بدعت نہیں

قارئین نے پڑھ لیا کہ اذانِ عثمانی مسنون ہے یعنی سنت سے ثابت ہے، اب یہ بتانے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ یہ اذان بدعت نہیں، کیونکہ جو خود سنت ہو وہ کیوں کر بدعت ہو سکتی ہے پھر بھی ہم اس اذان کے بدعت نہ ہونے کی صراحت اہل علم حضرات سے نقل کر دیتے ہیں تاکہ مسئلہ کی حقیقت اور واضح ہو جائے اور غیر مقلدانہ اعتراضات مکمل کافور ہو جائیں تو لیجیے:

۱] علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثم الأذان الثاني وإن حدث في عهد عثمان ولكنه لا يقال بأنه بدعة. عياذاً بالله۔

(العرف الشذی: جلد ۲ صفحہ ۶۹)



''کہ اس اذان کو بدعت نہیں کہا جا سکتا۔ (العیاذ باللہ)''۔

۲] حنبلی عالم شیخ بن باز لکھتے ہیں:

وليس ببدعة لما سبق من الأمر باتباع سنة الخلفاء الراشدين۔

(فتاوی بن باز: جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۹، ۳۵۰)

''یعنی یہ اذان بدعت نہیں ہے، کیونکہ خلفاء راشدین کی سنت پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے''۔

(**نوٹ**: واضح ہو کہ بن باز کی شخصیت غیر مقلدین کے نزدیک مسلم ہے جا بجا فضیلۃ الشیخ، سماحۃ الشیخ، محقق، علامہ اور مفتی اعظم کے لقب سے یاد کیا کرتے ہیں، تفصیل کے لیے دیکھیے معراج ربانی اور توصیف الرحمن وغیرہ کے ویڈیو کلپس)

۳] سعودی عرب کی کتاب فتاوی اسلامیہ میں لکھا ہے:

وليس ببدعة لما سبق من الأمر باتباع سنة الخلفاء الراشدين۔

(فتاوی اسلامیہ: جلد ۱ صفحہ ۶۶۷)

''یعنی یہ اذان بدعت نہیں ہے، کیونکہ خلفاء راشدین کی سنت پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے''۔

۴] سعودی عرب کا رسالہ البحوث الاسلامیہ میں بھی یہی لکھا ہے:

وليس ببدعة لما سبق من الأمر باتباع سنة الخلفاء الراشدين۔

(مجلہ البحوث الاسلامیہ: جلد ۱۵ صفحہ ۷۶)

''کہ یہ اذان بدعت نہیں ہے، کیونکہ خلفاء راشدین کی سنت پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے''۔

۵] سعودیہ کے عالم شیخ صالح الفوزان بھی یہی لکھتے ہیں:

وكذلك الأذان الأوّل يوم الجمعة الذي أمر به أمير المؤمنين عثمان بن عفّان رضي الله عنه ثالث الخلفاء الرّاشدين۔ (المنتقی من فتاوی الفوزان: جلد ۱۶ صفحہ ۳۵)

''یعنی یہ اذان کہ جس کا حکم امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تیسرے راشد خلیفہ نے دیا بدعت نہیں ہے''۔

# اذانِ عثمانی کے بدعت نہ ہونے کی صراحت

# علماء اہل حدیث کے قلم سے

[۱] فرقہ اہل حدیث کے عالم محب اللہ شاہ راشدی بدعت کہنے والوں کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کہ کیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں سے نہیں تھے؟ اور اس سے بڑھ کر یہ بات کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ فعل تمام کتب احادیث میں باسند موجود ہے اور خود صحیح بخاری میں اس روایت کے آخر میں ''فثبت الامر'' کے الفاظ موجود ہیں، سیدنا عثمان کا یہ فعل پورے عالم اسلام میں متفقہ طور پر ثابت رہا اور بھی اس پر عامل بھی رہے، جیسا کہ سیدنا علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما میں سے بھی کسی نے اس کام (اذان) کو نہ تو بند کیا اور نہ ہی اس کو تبدیل کیا''۔ (فتاوی راشدیہ: صفحہ ۳۰۸)

[۲] یہی شیخ محب اللہ شاہ راشدی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اس اذان کو بدعت نہیں کہا جاسکتا، کیوں کہ ان کا یہ فعل اجتہادی و استنباطی ہے اجتہاد و استنباط کسی اصل سے ہی کیا جاسکتا ہے۔۔۔ بدعت وہ ہے جس کی کوئی اصل نہ ہو''۔ (مقالات راشدیہ: جلد ا صفحہ ۲۴۸/ ۲۵۱/ ۲۵۳)

[۳] فرقہ اہل حدیث کے دوسرے عالم حافظ عبدالستار حماد اس اذان کے متعلق لکھتے ہیں:

''لیکن ہم اسے بدعت نہیں کہہ سکتے''۔ (فتاوی اصحاب الحدیث: جلد ۲ صفحہ ۱۰۹)

[۴] فرقہ اہل حدیث کے تیسرے عالم ڈاکٹر شفیق الرحمن لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام بدعت نہیں''۔ (نماز نبوی: صفحہ ۲۵۱)

(**نوٹ**: واضح ہو کہ یہ کتاب غیر مقلدین کے یہاں بہت ہی معتبر ہے، ان کے ہر بڑے چھوٹے اس کتاب کی تعریف کرتے ہیں اور دوسروں کو پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں، ایڈووکیٹ فیض نے بھی اپنے ایک بیان میں اس کتاب کی خوب تعریف کی اور پڑھنے کا مشورہ دیا)۔

[۵] فرقہ اہل حدیث کے چوتھے عالم مولانا ابوالبرکات صاحب اس اذان کے بارے



میں لکھتے ہیں: ''اس کو بدعت کہنا درست نہیں...... صحابہ کے عمل کو بدعت کہنا درست نہیں''۔ (فتاوی برکاتیہ: صفحہ ۴۲)

[۶] فرقہ اہل حدیث کے پانچویں عالم حافظ عبداللہ روپڑی صاحب اپنے ہی فرقہ کے مولوی محمد جوناگڑھی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہے:

''میں بدعت نہیں کہہ سکتا''۔ (فتاوی اہل حدیث: جلد ا صفحہ ۴۳۶)

(**نوٹ**: روپڑی صاحب غیر مقلدین کے مجتہد العصر کہلاتے ہیں دیکھیے فتاوی اہل حدیث کا ٹائٹل پیج۔ اسی طرح غیر مقلدین کے مفتی اعظم پاکستان مفتی عبیداللہ عفیف صاحب ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مفتی اعظم حافظ عبداللہ محدث روپڑی''۔ (فتاوی محمدیہ جلد ا صفحہ ۱۰۳)

[۷] فرقہ اہل حدیث کے چھٹے عالم ابوسعید محمد شرف الدین دہلوی صاحب بدعت کہنے والوں کی تردید میں لکھتے ہیں:

''عمل عثمانی کو گمراہی وضلالت کہنا بالکل غلو ہے جو کسی طرح جائز نہیں.... جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان کہلوائی تو اس وقت ہزار ہا صحابہ موجود تھے کسی نے اس کو نہیں بدلوایا نہ عام طور پر مخالفت کی پھر جمہور صحابہ پر حملے کرنا کس قدر جرأت ہے''۔ (فتاوی ثنائیہ: جلد ا صفحہ ۴۳۵)

(**نوٹ**: واضح ہو کہ حافظ ابوسعید صاحب غیر مقلدین کے بڑے محدث کہلاتے ہیں، دیکھیے فتاوی محمدیہ جلد ا صفحہ ۱۰۲)

[۸] کتاب دستور المتقی جس کو میاں نذیر حسین دہلوی نے فرقہ اہل حدیث کے لیے اپنی موجودگی میں چھپوایا تھا، اس کے صفحہ نمبر ۸۹ پر عثمانی اذان کے بارے میں لکھا ہے:

''اذان مذکورہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خلفاء راشدین کی سنت میں داخل ہے جو لوگ اس اذان کو بدعت بتاتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے''۔

(بحوالہ فتاوی ثنائیہ: جلد ا صفحہ ۴۳۶)

# اذانِ عثمانی پر اجماع کے دلائل

اجماع کے دلائل نقل کرنے سے پہلے ایک ضروری بات نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ اذان عثمانی کے انکار کرنے والے شیعہ ہیں اور جب شیعوں نے انکار کیا تو ان کو جواب بھی دیا گیا چنانچہ امام ابن تیمیہ ؒ نے منہاج السنۃ میں اس مسئلے پر بڑی اچھی بحث کی ہے، اور بشکل مکالمہ اسے پیش کیا ہے۔

**زاد الأذان الثانی یوم الجمعة وهو بدعة فصار سنة إلى الآن فالجواب أن عليا ؓ كان ممن يوافق على ذلک في حياة عثمان وبعد مقتله ولهذا لما صار خليفة لم يأمر بإزالة هذا الأذان فإن قيل كان الناس لا يوافقونه على إزالتها قيل فهذا دليل على أن الناس وافقوا عثمان على استحبابها واستحسانها حتى الذين قاتلوا مع علي كعمار و سهل بن حنيف وغيرهما من السابقين الأولين وإلا فهؤلاء الذين هم أكابر الصحابة لو أنكروا لم يخالفهم غيرهم وإن قدر أن في الصحابة من كان ينكر۔**

(منہاج السنۃ: جلد ۹ صفحہ ۱۸۳)

**خلاصہ:** شیعہ کہتا ہے: عثمان ؓ نے ایک اذان کا اضافہ کیا جو بدعت ہے۔ ہم کہتے ہیں: حضرت علی ؓ نے اپنے عہد خلافت میں اسی پر عمل کیا اور اس کو بند نہ کیا، اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علی اس اذان کو بند کراتے تو لوگ ساتھ نہ دیتے، اس لیے بند نہیں کرایا، جواب یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس اذان کو پسندیدہ سمجھنے میں لوگ حضرت عثمان ؓ کے ساتھ تھے بلکہ اکابر صحابہ ؓ حضرت عثمان ؓ کے ساتھ تھے۔

**وقول القائل هي بدعة إن أراد بذلک أنه لم يكن يفعل قبل ذلک فكذلک قتال أهل القبلة بدعة فإنه لم يعرف أن إماما قاتل أهل القبلة قبل علي وأين قتال أهل القبلة من الأذان فإن قيل بل البدعة ما فعل بغير دليل شرعي قيل لهم فمن أين لكم أن عثمان فعل هذا بغير دليل شرعي وإن عليا قاتل أهل القبلة بدليل۔** (منہاج السنۃ: جلد ۹ صفحہ ۱۸۴)

''شیعہ نے جو بدعت کہا اگر اس سے مراد یہ ہو کہ پہلے یہ اذان نہیں ہوتی تھی اس لیے



بدعت ہے تو ہم کہیں گے، پھر اہل قبلہ سے قتال بھی بدعت ہوگا کیوں کہ حضرت علی ؓ سے پہلے کسی امام نے اہل قبلہ سے قتال کیا ہو ایسا ثابت نہیں، اور اگر یہ کہا جائے کہ بدعت اس وجہ سے ہے کہ بلا شرعی دلیل کے کی گئی تو ہم کہیں گے تمہیں کیسے پتہ چلا کہ حضرت عثمان ؓ نے شرعی دلیل کے بغیر کیا، اور حضرت علی ؓ نے جو اہل قبلہ سے قتال کیا اس کی شرعی دلیل کیا تھی؟''۔

**وما فعله عثمان من النداء الأول اتفق عليه الناس بعده أهل المذاهب الأربعة وغيرهم كما اتفقوا على ما سنه أيضا عمر من جمع الناس في رمضان على إمام واحد۔**

(منہاج السنۃ: جلد ۹ صفحہ ۱۸۵)

''نیز حضرت عثمان ؓ نے جس اذان اول کا اضافہ کیا اس پر ان کے بعد تمام لوگوں نے اور چاروں مذاہب نے اتفاق کیا جیسے حضرت عمر ؓ کے عمل پر اتفاق کیا جو انہوں نے رمضان میں ایک امام کے پیچھے لوگوں کو جمع کرنے کی سنت جاری کی''۔

(**نوٹ:** امام ابن تیمیہ ؒ کے مذکورہ مکالمہ سے یہ بھی معلوم ہو چلا کہ امام ابن تیمیہ کے زمانے تک یہ فرقہ پیدا نہیں ہوا تھا ورنہ ابن تیمیہ شیعوں کے ساتھ انکار اذان پر اس فرقہ کی بھی ضرور تردید فرماتے جو سونے پے سہاگے سے کم نہ ہوتا، ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غیر مقلدین کا اصل اختلاف حنفی، شافعی وغیرہ سے نہیں بلکہ ان کا اصل اختلاف صحابہ کرام ؓ کی پاکیزہ جماعت سے ہے)۔

اب ہم آپ کے سامنے اجماع کے دلائل نقل کرتے ہیں۔

۱] امام ابن تیمیہ حنبلی ؒ لکھتے ہیں:

**اتفق المسلمون عليه فصار أذانا شرعيا۔** (مختصر الفتاوی المصریہ: جلد ۱ صفحہ ۶۸)

''اس اذان پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو گیا اس لیے یہ شرعی اذان ہوئی''۔

۲] امام ابن تیمیہ حنبلی ؒ اپنی دوسری کتاب میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

**وما فعله عثمان من النداء الأول اتفق عليه الناس بعده أهل المذاهب الأربعة وغيرهم۔** (منہاج السنۃ: جلد ۹ صفحہ ۱۸۶)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس اذان اول کا اضافہ کیا اس پر ان کے بعد تمام لوگوں نے اور چاروں مذاہب نے اتفاق کیا۔

۳] علامہ بن باز اذان عثمانی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

**ووافقه سائر الصحابة بالسكوت وعدم الإنكار فصار إجماعا سكوتيا۔**

(فتاویٰ بن باز: جلد ۱۲ صفحہ ۳۵۰)

''یعنی اس اذان سے متعلق تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خاموشی کے ساتھ موافقت کی، کوئی نکیر نہیں کی لہٰذا اس اذان پر اجماع سکوتی پایا گیا۔

۴] سعودی عرب کی فتویٰ (لجنہ) کمیٹی نے اپنے فتوے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کرتے ہوئے صاف لکھا ہے:

**وموافقة سائر الصحابة له بالسكوت وعدم الإنكار، فصار إجماعا سكوتيا۔**

(لجنہ دائمہ: جلد ۸ صفحہ ۱۹۹)

''یعنی اس اذان سے متعلق تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خاموشی کے ساتھ موافقت کی، کوئی نکیر نہیں کی لہٰذا اس اذان پر اجماع سکوتی پایا گیا۔

(**نوٹ**: غیر مقلدین کی نظر میں اس فتویٰ کمیٹی کی بہت ہی زیادہ اہمیت ہے اس کے فتاویٰ کا ترجمہ بھی غیر مقلدین نے اپنے مشہور مکتبہ ''مکتبہ التفہیم'' سے شائع کیا ہے جس کے شروع میں اس کمیٹی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے: ''حکومت سعودی عرب نے اس مقصد (فتویٰ جاری کرنے) کے لیے بڑے بڑے علماء کرام کا ایک مستقل بورڈ قائم کر رکھا ہے جو ساری دنیا کے مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہا ہے، حوالہ کے دیکھیے فتاویٰ علماء سعودی عرب صفحہ ۱۲ مطبوعہ مکتبہ تفہیم)

۵] سعودی عرب کی کتاب فتاویٰ اسلامیہ میں لکھا ہے:

**ووافقه سائر الصحابة له بالسكوت وعدم الإنكار، فصار إجماعا سكوتيا۔**

(فتاویٰ اسلامیہ: جلد ۱ صفحہ ۶۶۷)



''یعنی اس اذان سے متعلق تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خاموشی کے ساتھ موافقت کی، کوئی نکیر نہیں کی لہٰذا اس اذان پر اجماع سکوتی پایا گیا۔

۶] رسالہ البحوث الاسلامیہ میں لکھا ہے:

**وكان هذا الأذان لما كثر المسلمون، فزاده اجتهادا منه ووافقه سائر أصحابه بالسكوت وعدم الإنكار فصار إجماعا سكوتيا۔** (رسالہ البحوث الاسلامیہ: جلد ۱۵ صفحہ ۷۶)

''اور جب مسلمان زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد سے اس اذان کا اضافہ کیا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خاموشی کے ساتھ موافقت کی، کوئی نکیر نہیں کی لہٰذا اس اذان پر اجماع سکوتی پایا گیا۔

۷] حرمین شریفین کے مفتی اعظم شیخ ابن عثیمین اس اذان کے بارے میں لکھتے ہیں:

**وسنة أمير المؤمنين عثمان رضي الله عنه وبإجماع الصحابة الإجماع السكوتي۔**

(شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین: جلد ۱ صفحہ ۱۱۸۶)

''خلاصہ یہ کہ یہ اذان امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سنت ہے اور اس اذان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع اجماع سکوتی ہے۔

۸] شیخ ابن عثیمین دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

**ولأن الصحابة رضي الله عنهم لم ينكروا على أمير المؤمنين عثمان رضي الله عنه، فيما نعلم۔** (مجموع فتاویٰ ورسائل: جلد ۱۶ صفحہ ۷۹)

''کہ صحابہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ہمارے علم کے مطابق کوئی نکیر نہیں کی''۔

۹] شیخ ابن عثیمین تیسرے مقام پر اپنی مشہور کتاب شرح ریاض الصالحین میں لکھتے ہیں:

**فلأن الصحابة لم ينكروا على عثمان رضي الله عنه مع أنه لو أخطأ لأنكروا عليه كما أنكروا عليه الإتمام في منى في الحج لكن في أذان الجمعة الأول لم ينكروا عليه۔**

(شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین: جلد ۱ صفحہ ۱۱۸۶)

''کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کوئی نکیر نہیں کی اگر وہ غلطی پر ہوتے تو صحابہ کرام

ﷺ ضرور نکیر کرتے جیسا کہ ان پر نکیر کی تھی جب انہوں نے حج کے سفر میں منیٰ میں (قصر نہ کر کے) اتمام کیا تھا"۔

[۱۰] سعودی عرب کی فتاویٰ کمیٹی لجنہ دائمہ نے جمعہ کی اس اذان کے بارے میں لکھا کہ:

ولم ينكر عليه أحد من الصحابة رضي الله عنهم، وتبعه جماهير المسلمين على ذلك۔ (لجنہ دائمہ اولیٰ: جلد ۸ صفحہ ۲۰۰)

"کہ کسی ایک صحابی نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نکیر نہیں کی اور جمہور مسلمانوں نے اس کی پیروی کی"۔

## اذانِ عثمانی کے مسنون ہونے پر اجماع کا ثبوت

## علمائے اہل حدیث کے قلم سے

[۱] فرقہ اہل حدیث کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اس اذان کی بارے میں لکھتے ہیں:

"اس میں اجماع سکوتی پایا گیا"۔ (فتاویٰ نذیریہ: جلد ۱ صفحہ ۷۱۳)

[۲] فرقہ اہل حدیث کے دوسرے عالم شیخ محب اللہ شاہ راشدی لکھتے ہیں:

"سب صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا اور آں حضرت ﷺ کے صحابہ کا اجماع حجت (دلیل) ہے"۔ (فتاویٰ راشدیہ: صفحہ ۳۲۶)

[۳] فرقہ اہل حدیث کے تیسرے عالم ڈاکٹر شفیق الرحمٰن لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام کی خاموش تائید حاصل تھی"۔ (نماز نبوی: صفحہ ۲۵۳)

[۴] فرقہ اہل حدیث کے چوتھے عالم مولانا ابو البرکات صاحب اس اذان کے بارے میں لکھتے ہیں: "یہ کام اجتماعی طور سے مشورہ سے ہوا ہے"۔ (فتاویٰ برکاتیہ: صفحہ)

[۵] فرقہ اہل حدیث کے پانچویں عالم حافظ عبد اللہ روپڑی اس اذان کے متعلق لکھتے ہیں:

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عام شہروں میں جاری ہو گئی اور اس پر صحابہ نے انکار



نہیں کیا"۔ (فتاویٰ اہل حدیث: جلد ۱ صفحہ ۲۳۷)

[۶] فرقہ اہل حدیث کی مشہور کتاب "فتاویٰ ستاریہ" میں اس اذان کے بارے میں لکھا ہے کہ: "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسری اذان زیادہ کی تو صحابہ نے اس کو تسلیم کیا"۔

(فتاویٰ ستاریہ: جلد ۳ صفحہ ۸۵)

[۷] فرقہ اہل حدیث کے چھٹے عالم حافظ ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"جب حضرت عثمان نے یہ اذان کہلوائی تو اس وقت ہزارہا صحابہ کرام موجود تھے کسی نے اس کو نہیں بدلوایا نہ عام طور پر مخالفت کی"۔ (فتاویٰ ثنائیہ: جلد ۱ صفحہ ۴۳۵)

**نوٹ:** جب سارے لوگ کسی چیز پر نکیر نہ کرے تو یہ اجماع سکوتی کہلاتا ہے جیسا کہ خود فرقہ اہل حدیث کے عالم شیخ عبد الرحمٰن مبارک پوری نے ایک جگہ لکھا:

بإجماع الصحابة إجماعا سكوتيا لعدم إنكار أحد منهم على عمر رضي الله عنه۔

(تحفۃ الاحوذی: جلد ۱۰ صفحہ ۲۶)

"کہ یہاں اجماع سکوتی ہے کیوں کہ کسی نے بھی اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نکیر نہیں کی"۔

**نوٹ:** آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مبارک پوری صاحب فرقہ اہل حدیث کے انتہائی بلند پایہ عالم مانے جاتے ہیں چنانچہ "مقالات محدث مبارک پوری" کے ٹائٹل پیج پر ان کے القاب کچھ اس طرح لکھے ہیں: "مجمع الفضائل والفواضل تحفۃ الاجلہ والاماثل"۔

## اذانِ عثمانی پر چند وسوسے اور ان کا ازالہ

فرقہ اہل حدیث کے کچھ لوگ تو صاف لفظوں میں اذان عثمانی کا انکار کرتے ہیں بلکہ مذاق بھی اڑاتے ہیں اور کچھ لوگ گول مول انداز میں اس مسنون اذان کا انکار کرتے ہیں اور اپنی بھولی بھالی عوام کو غلط فہمی میں ڈال کر رکھتے ہیں۔ ہم آپ کے سامنے فرقہ اہل حدیث کی جانب سے پیش کی جانے والی چند غلط فہمیاں بلکہ وسوسے واضح بھی کریں گے اور جواب بھی دیں گے۔ ان شاء اللہ۔

**وسوسہ** [۱] اذان عثمانی پر عمل کرنے سے جان چھڑانے کے لیے فرقہ اہل حدیث کے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان مسجد کے باہر دلوائی تھی لہٰذا اگر عمل کرنا ہے تو آپ بھی باہر بازار میں دیجیے مسجد میں کیوں دیتے ہیں؟

**جواب**: ہم خود اپنی طرف سے اس کا جواب نہ دے کر فرقہ اہل حدیث کے گھر سے ہی اس کا جواب پیش کر دیتے ہیں تاکہ عوام اہل حدیث کو تسلی ہو جائے تو لیجیے آپ ہی کے عالم شیخ محب اللہ شاہ راشدی لکھتے ہیں:

''باقی یہ جو حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امر فرمایا کہ زوراء پر اذان ثانی دی جائے وہ لوگوں کی سہولیات کی وجہ سے تھا تاکہ سب لوگوں کو جمعہ کی نماز و خطبہ وغیرہ کے وقت قریب ہونے کا علم ہو جائے، اس لیے یہ ضروری نہیں کہ اس اذان کو خواہ مخواہ باہر کسی مقام پر دینا چاہیے بلکہ جہاں سے بھی آواز لوگوں تک پہونچ جائے ٹھیک ہے...... یعنی مقصد آواز پہونچانا ہے اور یہی محققین کا مسلک ہے''۔ (فتاوی راشدیہ: صفحہ ۳۲۶،۳۲۵)

اب بھولی بھالی عوام اہل حدیث کو ضرور یقین کر لینا چاہیے کہ اذان عثمانی سے متعلق اس طرح کے بودے اور پھس پھسے اعتراض سکھلانے والے مولوی ''علماء محققین'' میں سے نہیں ہیں بلکہ ان کو تحقیق کی ہوا بھی نہیں لگی ہے۔

اور اسی وسوسہ کا جواب دیتے ہوئے فرقہ اہل حدیث کے دوسرے عالم حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:

''اور بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ بلند جگہ بازار میں دینی چاہیے کیوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی جگہ دی تھی تو یہ ٹھیک نہیں، اذان سے مقصود اعلام ہے یعنی لوگوں کو بذریعہ توحید اعلان ہے۔ اس میں بازار یا کسی جگہ کی خصوصیت کو دخل نہیں، مدینہ شریف میں بازار مسجد کے ساتھ تھا اس (مدینہ) میں حضرت عثمان نے موزوں (مناسب) جگہ پر دلوائی اسی طرح ہر شہر کی جامع مسجد میں موزوں جگہ دیکھ لینی چاہیے''۔ (فتاوی اہل حدیث: جلد ۱ صفحہ ۴۴۳)

خود روپڑی صاحب آگے لکھتے ہیں:



''اذان سے مقصود اعلان ہے خواہ اذان پہلی ہو یا خطبہ کی، پس جو جگہ اعلان کے زیادہ مناسب ہے وہاں ہونا چاہیے اگر امام کے سامنے موزوں جگہ ہو تو وہاں دی جائے''۔

(فتاوی اہل حدیث: جلد ۱ صفحہ ۴۴۳)

پھر آگے لکھتے ہیں:

''جگہ کی تعیین کو اذان میں داخل کرنا اذان کی منشاء کے خلاف ہے''۔

(فتاوی اہل حدیث: جلد ۱ صفحہ ۴۴۴)

نیز لکھتے ہیں:

''اذان سے مقصود اعلان ہے خصوصیت موضع (مقام/جگہ) کا ذکر خدا جانے شرع میں معتبر ہے یا نہیں''۔ (فتاوی اہل حدیث: جلد ۱ صفحہ ۴۴۶،۴۴۶)

**قارئین**! آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ علماء اہل حدیث کے نزدیک اذان کے بارے میں جگہ کی بحث کو چھیڑنے والے اہل حدیث بھائی خود شریعت کی منشاء کو بھی نہیں سمجھتے ہیں۔ اسی طرح فتاوی ثنائیہ میں اذان عثمانی ہی کی بحث میں لکھا ہے:

''مقام کو اصل فعل میں دخل نہیں''۔ (فتاوی ثنائیہ: جلد ۱ ص ۴۳۵)

(**نوٹ**: واضح ہو کہ ''فتاوی نذیریہ، فتاوی ثنائیہ اور فتاوی اہل حدیث'' اس فرقہ کی کوئی معمولی کتاب نہیں بلکہ بڑی اہم اور معتبر کتاب ہیں، جیسا کہ حافظ ثناء اللہ مدنی نے اپنی کتاب میں عنوان لگایا ''برصغیر کی چار اہم کتب (۱) فتاوی نذیریہ (۲) فتاوی ثنائیہ (۳) فتاوی اہل حدیث (۴) فتاوی علماء اہل حدیث''۔ حوالہ کے لیے دیکھیے: (فتاوی ثنائیہ مدنیہ: جلد ۱ صفحہ ۱۰)

## کیا عام اذانیں مسجد میں دینا سنت سے ثابت ہے؟

اذان عثمانی کس جگہ دی جائے مسجد کے باہر یا اندر، پھر اندر امام کے سامنے یا دروازہ پر، اس کو چھوڑیے پہلا سوال اس طرح کی بحث چھیڑنے والوں سے یہ ہے کہ پورے ہفتہ کی اذانیں مسجد میں دینا کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کی سنت کے خلاف ہے یا نہیں؟

چنانچہ اس سلسلہ میں خود فرقہ اہل حدیث کے مشہور عالم شیخ محب اللہ شاہ راشدی ایسے ہی من

چلے لوگوں کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کہ اذان عثمانی کو چھوڑیئے خود آپ حضرات نے بھی دوسری اذانوں کے سلسلے میں خود نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک کی سنت بالکلیہ ترک کردی ہے، صحیح حدیث میں جو یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں: ''ان یرقی ھذا وینزل ھذا'' اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسالت مآب ﷺ کے زمانے میں (دوسری تمام) اذان بھی اونچی جگہ پر دی جاتی تھی لیکن آپ حضرات نے اس سنت کو بالکلیہ ترک کر کے مسجد میں ہی رکھے ہوئے لاؤڈ اسپیکر کے مائک اسٹینڈ کے سامنے دینی شروع کر رکھی ہے''۔ (مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۰۷۔ فتاوی راشدیہ: صفحہ ۳۱۰)

**نوٹ:** محب اللہ شاہ راشدی صاحب نے جس روایت سے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

**''حدثنا عبداللہ حدثنی أبی ثنا یحیی عن عبیداللہ قال سمعت القاسم عن عائشة عن النبی ﷺ: ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی یؤذن بن أم مکتوم قال ولا أعلمه الا کان قدر ما ینزل ھذا ویرقی ھذا۔**

(مسند احمد: حدیث نمبر ۲۴۲۷۳ تعلیق شعیب الارنؤوط: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین)

خلاصہ یہ ہے کہ ایک مؤذن نیچے اترتا دوسرا چڑھتا تھا۔ یعنی اذان اونچی جگہ سے دی جاتی تھی نہ کہ مسجد کے کسی کونے سے۔ اور اگر آپ مسجد کے اندر مائک میں اذان دینے کی یہ وجہ بتاتے ہیں کہ آواز لوگوں تک مائک کے ذریعہ آسانی سے پہونچ جاتی ہے تو پھر اذان عثمانی اگر مائک سے دی جائے تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟ جبکہ اذان عثمانی مائک سے دینے والوں نے اذان عثمانی کو چھوڑا نہیں اور آپ نے تو سرے سے چھوڑ ہی دیا۔

**وسوسہ [۴]** فرقہ اہل حدیث کے کچھ لوگ اس اذان کا انکار کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو اس اذان کو بند کروادیا تھا پھر آپ لوگ کیوں دیتے ہو؟

**جواب:** پہلی بات تو یہ کہ اذان عثمانی کے پہلے منکر شیعہ نے بھی اس کو دلیل میں پیش نہیں کیا تھا لیکن اہل حدیث فرقہ اس کو اپنی دلیل میں پیش کرتا ہے، خیر اس کا جواب خود اسی فرقہ کے عالم کے حوالے سے ہم پیش کردیتے ہیں، چنانچہ شیخ محب اللہ شاہ راشدی اسی مسئلے پر اپنے ہی فرقہ کے



عالم البانی اور عبیداللہ عفیف صاحبان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر واقعۃً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی کوئی روایت یا سند ہوتی جب بھی صحیح بخاری کی اس صحیح حدیث کے مقابلہ میں وہ مرجوح ہی ہوتی چہ جائیکہ اس اثر کی کوئی سند ہی نہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مغرب کی بات تو کی ہے کہ اس کے متعلق مجھے یہ خبر ملی کہ وہاں نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک والی اذان پر اکتفاء کیا جاتا تھا۔ (اگرچہ محدثانہ اصول کے مطابق اس پر بھی یہ سوال ہوسکتا ہے کہ مبلّغ یعنی خبر دینے والا کون ہے اور یہ خبر کہاں تک معتمد علیہ ہے) تاہم انہوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس اثر کا ذکر نہیں کیا ہے اگر یہ صحیح ہوتا تو حافظ صاحب ''فثبت الامر'' پر تبصرہ کرتے ہوئے ضرور یہ فرماتے کہ ''لیکن یہ عمل کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بند ہوگیا تھا'' لیکن حافظ صاحب نے ایک لفظ بھی اس سلسلہ میں نہیں کہا، کیا یہ عجیب بات نہیں''!!!

(مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۵۴،۲۵۵)

**نوٹ:** یہ قول کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اذان کو بند کروادیا تھا تفسیر قرطبی میں بغیر کسی سند کے آیا ہے جو کہ حجت اور دلیل نہیں بن سکتا خاص کر فرقہ اہل حدیث کے اصول کے مطابق تو اس کی تو گنجائش ہی نہیں رہتی، کیوں کہ راشدی صاحب لکھتے ہے کہ:

''ہم نے تفسیر قرطبی کو دیکھا انہوں نے یہ اثر ضرور نقل کیا ہے لیکن نہ تو اس کی سند ذکر کی ہے نہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس فعل کے بلا واسطہ راوی کا ہی نام تحریر کیا اور نہ ہی کسی مستند کتاب کا حوالہ دیا، امام قرطبی نے ساتویں صدی ہجری میں وفات پائی ان کے اور حضرت علی کے درمیان کم از کم کتنے وسائط (چھین / کڑی) ہونی چاہیے یہ اہل علم بالحدیث بخوبی جانتے ہیں، لیکن یہ وسائط کیسے ہیں ثقہ یا ضعیف کچھ پتہ نہیں''۔ (مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۵۵)

آگے لکھتے ہیں:

''بہر صورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اثر بالکل بے سند ہے''۔ (مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۵۶)

نیز لکھتے ہیں:

''اس پر اس نہج سے بھی غور کیا جائے کہ اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

دار الخلافہ کوفہ میں عثمانی اذان بند کر دی تھی اس کا واحد سبب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو بدعت تصور فرماتے (مانتے) تھے، اگر یہی بات ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اس کو بدعت یا احداث فی الدین ہی تصور کرتے تھے تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ کلمہ حق کیوں نہیں کہا؟ نہ کہنے کی بظاہر دو ہی وجہیں معلوم ہوتی ہیں۔ (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے کلمہ حق کہنے کی جرأت نہیں تھی۔ (۲) جرأت تو تھی لیکن انہوں نے دانستہ (جان بوجھ کر) (العیاذ باللہ) منافقت اختیار کی اور کلمہ حق کہنے سے گریز کیا، لیکن کوئی صحیح العقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ان دونوں باتوں میں سے ایک کا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب انتساب کرنا جائز نہیں سمجھے گا، اس سے واضح ہو گیا کہ یہ اثر روایۃً اور درایۃً ناقابل اعتبار ہے‘‘۔

(مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۵۶)

قارئین! آپ نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب بات کس قدر بے بنیاد اور لغو ہے جب کہ اس کے بالمقابل اسلامی شریعت کے ماہر (اسکالرز) علماء نے بے شمار مقامات پر نقل کیا ہے کہ اس مسنون اذان پر مسلسل عمل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی رائج رہا، اہل السنۃ والجماعۃ سمیت کچھ اہل حدیث (غیر مقلد) علماء نے بھی اس بات کو اپنی کتابوں میں صراحت سے لکھا ہے پہلے ہم اہل السنۃ والجماعۃ علماء کی صراحت پیش کرتے ہیں پھر ساتھ ہی ساتھ، اہل حدیث علماء کی صراحت بھی پیش کریں گے۔

## اہل السنت والجماعت علماء

[۱] حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ ”فثبت الامر علی ذلک“ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یدل علی ان ھذا من حین حدده عثمان استمر، ولم یترک بعده، وھذا یدل علی ان علیا اقر علیه ولم یبطله“۔ (فتح الباری لابن رجب: جلد ۵ صفحہ ۴۶۳)

**خلاصہ:** یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس وقت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس اذان کی سنیت جاری کی اس وقت سے یہ عمل مسلسل ہوتا رہا، بعد میں کبھی بھی بند نہیں ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مسنون اذان کو برقرار یعنی جاری رکھا اور بند نہیں کرایا۔



[۲] امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ان علیا رضی اللہ عنہ کان ممن یوافق علی ذلک فی حیاة عثمان و بعد مقتله“۔

(منہاج السنۃ: جلد ۶ ص ۱۸۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس اذان کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کی زندگی میں بھی متفق تھے اور ان کی شہادت کے بعد بھی متفق رہے (اس اذان کو سنت مانتے رہے، بند نہیں کروایا)۔

(**نوٹ:** ہم نے شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو علماء اہل سنت کی فہرست میں ان کے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلد ہونے کی حیثیت سے شامل کیا ہے، ورنہ خوب واضح ہو کہ ہم بعض عقائد میں شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بالکل متفق نہیں ہیں)۔

## اہل حدیث (غیر مقلد) علماء

[۱] فرقہ اہل حدیث کے عالم مولانا عبد الرحمن مبارک پوری صاحب حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کی عبارت نقل کرتے ہیں:

”واقره علی واستمر عمل المسلمین علیه“۔ (تحفۃ الاحوذی: جلد ۹ صفحہ ۴۷۵)

جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اذان عثمانی کو بند نہیں کروایا بلکہ جاری رکھا۔

[۲] مولانا شمس الحق عظیم آبادی یہی نقل کرتے ہیں:

”واقره علی واستمر عمل المسلمین علیه“۔ (عون المعبود: جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۵)

**خلاصہ** اس کا یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مسنون اذان کو برقرار یعنی جاری رکھا اور بند نہیں کرایا۔

اور ویسے ہم پہلے بہت سے حوالے دے چکے ہیں کہ اس اذان پر عمل جاری وساری رہا اور صحیح بخاری کے الفاظ ”فثبت الامر علی ذلک“ بھی یہی بتا رہے ہیں کہ جب سے اب تک حرمین شریفین سمیت تمام ہی اہل السنۃ والجماعۃ کی مساجد میں اس اذان پر عمل جاری ہے۔

**وسوسہ** [۳] اذان عثمانی ایک ہنگامی اور وقتی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دی گئی تھی اب یہ ضرورت ختم ہو گئی لہٰذا اس اذان کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اس کا مختصر سا جواب ہم خود فرقہ اہل حدیث ہی کے عالم سے پیش کرنا چاہتے ہیں، اس وسوسہ کے جواب میں فرقہ اہل حدیث کے عالم شیخ محب اللہ شاہ راشدی لکھتے ہیں:

''ہماری گزارش یہ ہے کہ یہ ہنگامی یا وقتی ضرورت اب ختم ہوگئی ہے یا نہیں اس کو تو آپ سر دست نہ چھیڑیں، یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا کوئی آدمی گو وہ خلیفہ راشد ہی ہو اس کا مجاز ہے بھی یا نہیں کہ وہ کسی ہنگامی حالت میں احداث فی الدین کرے''؟؟

(مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۵۶)

اور اسی وسوسہ کا جواب دیتے ہوئے فرقہ اہل حدیث کے دوسرے عالم حافظ عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عام شہروں میں جاری ہوگئی اور اس پر صحابہ نے انکار نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ مدینہ میں اس کی ابتداء اگرچہ بہتات کے وقت ہوگئی مگر یہ شرط نہیں رہی، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ساتویں سال سن ہجری کے عمرۃ القضاء کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کا طواف کرنے کے وقت پہلے تین پھیرے (راؤنڈ) زور دار طاقت کے ساتھ چلیں اور باقی چار پھیرے درمیانی چال چلیں، اور یہ حکم اس لیے دیا کہ کافروں کو اپنی قوت دکھائیں کیوں کہ کافروں نے مشہور کر رکھا تھا کہ مدینہ کے بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہے، اب یہ وجہ باقی نہیں رہی لیکن حکم باقی ہے ٹھیک اسی طرح اذان کی ابتداء بھی بے شک بہتات کی وجہ سے ہوئی لیکن پھر بھی بہتات کا لحاظ نہیں رکھا گیا''۔ (فتاوی اہل حدیث: جلد ۱ صفحہ ۲۴۴)

**نوٹ:** شریعت میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں: کہ ایک کام کسی خاص وجہ سے شروع ہوا وہ وجہ باقی رہی تب بھی نہ رہی تب بھی اس کام پر مسلسل عمل جاری رہا، جیسے: شیطان کو کنکر مارنا خاص وجہ سے تھا لیکن آج وہ وجہ موجود نہیں مگر پھر بھی امت محمدیہ کے تمام حجاج کرام ایسا ہی کرتے ہیں، اسی طرح عاشوراء کے دو روزہ کی ایک خاص وجہ تھی یہودیوں کی مشابہت سے بچنا وہ وجہ باقی تو نہیں رہی مگر حکم آج بھی باقی ہے، اسی طرح حضرت ہاجرہ کی سعی کی ایک خاص وجہ تھی وہ وجہ تو آج باقی تو نہیں مگر حکم آج بھی باقی ہے اس قسم کی بے شمار مثالیں کتاب وسنت پر غور کیا جائے تو مل سکتی



ہیں، سمجھدار کے سمجھنے کے لیے مذکورہ مثالیں بہت ہیں، دوسری اہم بات بھی ذہن میں رہے کہ اذان عثمانی کی وجہ تو بے شک لوگوں کی کثرت ہی تھی جیسا کہ محدثین نے بتایا ہے مگر یہ وجہ تو آج پہلے سے کہیں زیادہ موجود ہے ختم کہاں ہوئی ہے بستیوں کی اعداد و شمار کی لسٹ دیکھ لی جائے اندازہ ہو جائے گا کہ پہلے کے مقابلہ میں آج مسلمانوں کی بہتات زیادہ ہے۔

**وسوسہ** [۴] بعض غیر مقلدین جب کچھ نہیں پاتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس اذان کو بدعت کہتے تھے، پھر کیوں دیتے ہو؟

**جواب:** اگر صرف الفاظ کو ہی لینا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تو چاشت کی نماز کو بھی بدعت کہتے تھے۔ دیکھیے صحیح بخاری: ''حدثنا قتيبة حدثنا جرير عن منصور عن مجاهد قال: دخلت أنا وعروة بن الزبير المسجد فإذا عبد الله بن عمر رضي الله عنهما جالس إلى حجرة عائشة وإذا ناس يصلون في المسجد صلاة الضحى قال فسألناه عن صلاتهم فقال بدعة''۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۶۸۵) کیا اہل حدیث فرقہ اس سے متفق ہے؟ اور مطلق چاشت کی نماز کو بدعت مانتا ہے؟ یا پھر حدیث کا صحیح مطلب اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد اسلاف سے معلوم کرتا ہے؟

(**نوٹ:** چونکہ چاشت کی نماز نفل ہے انفرادی ادا کی جانے والی نماز ہے مگر جب اجتماعی شکل میں دیکھا تب بدعت فرمایا)۔ تو قارئین کرام: پتہ چلا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو چاشت کی نماز کو بدعت فرمایا وہ مطلقاً نہیں بلکہ ایک خاص معنیٰ کے لحاظ سے فرمایا، اسی طرح اذان عثمانی کو جو بدعت فرمایا وہ بھی ایک خاص معنیٰ کے لحاظ سے ہے اور وہ ہے لغت کی طرف نظر کرتے ہوئے بدعت کہنا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اذان عثمانی سے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد بدعت سے بدعت سیئہ یعنی دین میں بے دلیل بات اور گمراہی والی بات ہرگز ہرگز نہیں تھی بلکہ لغوی بدعت تھی، خود فرقہ اہل حدیث کے کچھ علماء اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ جیسے کہ:

۱] فرقہ اہل حدیث کے میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اذان عثمانی کے مسنون ہونے پر

بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پس صحابہ کے بدعت کہنے سے بدعت لغویہ محمودہ ہوگی جیسا کہ تراویح کے باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ''نعمت البدعۃ ھذہ'' واقع ہے''۔ (فتاویٰ نذیریہ: ۱ صفحہ ۶۱۷)

۲] راشدی صاحب نے اپنے مقالات جلد ۱ صفحہ ۲۵۷ تا ۲۶۳ میں مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو اذان عثمانی کو بدعت کہا اس سے مراد بدعت حسنہ ہے۔

۳] فرقہ اہل حدیث کے تیسرے عالم حافظ عبداللہ روپڑی صاحب نے بھی یہی بتایا ہے کہ

''عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو اذان عثمانی کو بدعت کہا اس سے مراد بدعت حسنہ ہے''۔

(فتاویٰ اہل حدیث: جلد ۱ صفحہ ۴۴۳، ۴۴۷)

۴] فرقہ اہل حدیث کے چوتھے عالم مولانا عبدالرحمن مبارک پوری صاحب نے ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہی نقل کیا ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو اذان عثمانی کو بدعت کہا اس سے مراد بدعت حسنہ ہے۔ عبارت درج ذیل ہے:

وأما ما وقع في كلام السلف من استحسان بعض البدع فإنما ذلک في البدع اللغوية لا الشرعية فمن ذلک قول عمر رضي الله عنه في التراويح نعمت البدعة هذه وروى عنه أنه قال إن كانت هذه بدعة فنعمت البدعة ومن ذلک أذان الجمعة الأول زاده عثمان لحاجة الناس إليه وأقره علي واستمر عمل المسلمين عليه وروي عن بن عمر أنه قال هو بدعة ولعله أراد ما أراد أبوه في التراويح۔ (تحفۃ الاحوذی: جلد ۳ صفحہ ۳۶۷)

**خلاصہ**: سلف صالحین کے کلام میں بعض بدعات کی جو تحسین نقل کی گئی ہے اس مراد شرعی بدعت یعنی بدعت ضلالت نہیں بلکہ لفظی بدعت ہے، اسی قبیل سے تراویح کے باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''یہ اچھی بدعت ہے'' اور اسی طرح جمعہ میں پہلے دی جانے والی اذان جس کا اضافہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اذان کو برقرار رکھا اور مسلمانوں نے تسلسل کے ساتھ اس کو عملاً جاری رکھا، اس اذان سے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بدعت کہنا ایسے ہی ہے جیسے ان کے والد کا تراویح کے متعلق بدعت کہنا۔



۵] فرقہ اہل حدیث کے پانچویں عالم مولانا شمس الحق عظیم آبادی نے بھی اپنی کتاب میں بالکل من وعن یہی بات نقل کی ہے:

وأما ما وقع في كلام السلف من استحسان بعض البدع فإنما ذلک في البدع اللغوية لا الشرعية فمن ذلک قول عمر رضي الله عنه في التراويح نعمت البدعة هذه وروى عنه أنه قال إن كانت هذه بدعة فنعمت البدعة ومن ذلک أذان الجمعة الأول زاده عثمان لحاجة الناس إليه وأقره علي واستمر عمل المسلمين عليه وروي عن ابن عمر أنه قال هو بدعة ولعله أراد ما أراد أبوه في التراويح۔ (عون المعبود: ۱۲ صفحہ ۳۵)

**خلاصہ**: سلف صالحین کے کلام میں بعض بدعات کی جو تحسین نقل کی گئی ہے اس سے مراد شرعی بدعت یعنی بدعت ضلالت نہیں بلکہ لفظی بدعت ہے، اسی قبیل سے تراویح کے باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''یہ اچھی بدعت ہے'' اور اسی طرح جمعہ میں پہلے دی جانے والی اذان جس کا اضافہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اذان کو برقرار رکھا اور مسلمانوں نے تسلسل کے ساتھ اس کو عملاً جاری رکھا، اس اذان سے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بدعت کہنا ایسے ہی ہے جیسے ان کے والد کا تراویح کے متعلق بدعت کہنا۔

۶] صحیح بخاری کے شارح (وضاحت کرنے والے) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ یہاں بدعت سے مراد بدعت حسنہ ہو۔ حوالہ کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: جلد ۲ صفحہ ۳۹۴) اسی طرح دوسرے نسخہ کے (جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

## اذان عثمانی کو بدعت کہے جانے پر میاں نذیر حسین صاحب کا جامع تبصرہ

فرقہ اہل حدیث کے عالم میاں نذیر حسین دہلوی اس اذان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بادی النظر میں جو چیز بدعت ہوتی ہے اور فی الحقیقت اس میں بدعت کا دخل نہیں وہ چند مسائل پر مشتمل ہیں، پہلا مسئلہ قرآن کا جمع کرنا، اور سورتوں کی ترتیب دینا اور بہ ہیئت مخصوصہ نماز

تراویح کا ہونا اور نماز جمعہ کے واسطے اذان ثالث کا جاری کرنا اور قرآن مجید پر اعراب لگانا''۔
(فتاویٰ نذیریہ:۱ صفحہ ۱۳ے)

اسی طرح بدعت کہنے والوں کا رد کرتے ہوئے فرقہ اہل حدیث کے میاں نذیر حسین دہلوی صاحب ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''پچھلے زمانے میں شیخ ابن تیمیہ اور ابن قیم ادنیٰ بدعت کے احتراز کے باوجود اذان ثانی کو جاری رکھا، بدعت میں شمار نہیں کیا اور نہ اس کو ترک کیا''۔ (فتاویٰ نذیریہ: جلد ۱ صفحہ ۱۵ے)

تو ان اکابر اہل حدیث علماء کے بیانات سے واضح (ظاہر) ہو گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مراد یہاں شرعی بدعت یعنی بدعت سیئہ نہیں بلکہ لغوی بدعت تھی، جیسا کہ ہم نے دلائل سے ثابت کیا۔

(**نوٹ**: واضح ہو کہ ہر بدعت گمراہی ہوا کرتی ہے یہاں جو بدعت کی بحث ہوئی ہے یا اہل علم کی کتابوں میں جہاں اس طرح کی تقسیم رہتی ہے وہ لغت (زمخشری) کے اعتبار سے رہتی ہے) فافہم۔

لیکن اس کے باوجود بھی اگر کوئی اذان عثمانی کو بدعت کہنے پر اصرار کرے تو ہم اس کے لیے سلفی عالم ابن عثیمین کی عبارت پیش کر دیتے ہیں، شیخ ابن عثیمین رقم طراز ہیں:

والجمعة لها أذان أول من سنة عثمان رضي الله عنه وهو أحد الخلفاء الراشدين الذين أمرنا باتباع سنتهم قال بعض المتحذلقين الذين يدعون أنهم سلفيون سنيون إن أذان الجمعة الأول لا نقبله لأنه بدعة لم يكن على عهد النبي ﷺ وهذا القول منهم قدح للنبي ﷺ وقدح بالخلفاء الراشدين وقدح بالصحابة رضي الله عنهم۔
(شرح ریاض الصالحین: جلد ۱ صفحہ ۱۱۸۶)

**خلاصہ:**

(الف) یہ اذان خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سنت ہے، جن کی سنت پر چلنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

(ب) اس اذان کو بدعت کہنے والے سلفی نہیں بلکہ سلف کے انکاری ہیں، سنی نہیں بلکہ شیعہ ہیں۔



(ج) اس اذان کو بدعت کہنے والا فرقہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء راشدین سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عیب دار بناتا ہے، ان پر طعن کرتا ہے اور الزام لگاتا ہے۔

یہی شیخ ابن عثیمین ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي ادعيت أن هذا بدعة وكيف يكون بدعة وقد سماه الرسول ﷺ ولقد ضل من قال إنه بدعة, وسفه الصحابة رضي الله عنهم وسفه الخليفة الراشد, ونحن نقول له: أنت المبتدع في هذا القول الذي سنة, سنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي. لكن هؤلاء سفهاء الأحلام وإن كانوا كبار السن, كيف تضلل الصحابة رضي الله عنهم بقائدهم عثمان بن عفان, وتدعي أنك أنت صاحب السنة؟ بل أنت صاحب البدعة في هذا القول۔
(شرح ریاض الصالحین: جلد ۱ صفحہ ۱۳۱۹)

**خلاصہ**: وہ شخص گمراہ ہے جو اس اذان کو بدعت کہے، اس اذان کو بدعت کہنے والا صحابہ پر الزام لگاتا ہے اور خلیفہ راشد پر بھی الزام لگاتا ہے (نعوذ باللہ) دین کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لاپرواہ سمجھتا ہے، ہم ایسے شخص کو کہتے ہیں: تم اپنے اس قول میں خود بدعتی ہو، بھلا وہ چیز بدعت کیسے ہو سکتی ہیں جس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کہا ہو۔

**وسوسہ** [۵] ایک اہل حدیث (غیر مقلد) بھائی نے اس مسئلہ پر بے دلیل ہو کر غلط فہمی پھیلانے کے لیے الزامی طور پر یہ لکھا کہ اذان عثمانی پر عمل کرنے والے احناف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اتمام (جو سفر حج میں منیٰ کے مقام پر قصر نہ کر کے نماز پوری پڑھی) کو کیوں نہیں مانتے؟

**جواب** [۱] اذان عثمانی پر عمل کرنے میں احناف اکیلے نہیں ہیں بلکہ مالکیہ شوافع اور حنابلہ سمیت تمام ہی اہل السنۃ والجماعۃ بلا اختلاف عامل ہیں۔

**جواب** [۲] اذان عثمانی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوئی نکیر نہیں کی بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تائید کی اور ساتھ دیا جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اتمام (جو سفر حج میں منیٰ کے مقام پر قصر نہ کر کے نماز پوری پڑھی) پر صحابہ کرام نے نکیر کی اس لیے ہم اذان عثمانی پر تو عمل کرتے ہیں اور

اتمام پر عمل نہیں کرتے۔

نیز خود فرقہ اہل حدیث کے عالم محب اللہ شاہ راشدی اس وسوسے کے جواب میں لکھتے ہیں:

"انہوں نے (صحابۂ کرام نے) اس فعل پر (یعنی جمعہ کی اذان جاری کرنے پر) حضرت عثمان ؓ کی کوئی حرف گیری (یعنی پکڑ) نہیں کی، جیسا کہ ابن حمید نے اپنی تفسیر میں ابن منذر اور ابن مردویہ نے اس سلسلے میں حضرت سائب بن یزید ؓ سے جو روایت ذکر کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: "فلم یعب الناس ذالک علیه وقد عابوا علیه حین اتم الصلوۃ بمنی" لوگوں نے اس اذان ثانی کی زیادت پر حضرت عثمان ؓ کی عیب جوئی نہیں کی حالانکہ جب سیدنا عثمان ؓ نے منی میں نماز پوری پڑھی، (یعنی قصر نہیں کیا) تو لوگوں نے ان پر حرف گیری کی"۔

(مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

اسی طرح علامہ ابن عثیمین اس اذان اور منی کے اتمام کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الصحابة لم ینکروا علی عثمان مع انه لو اخطأ لانکروا علیه کما انکروا علیه الاتمام فی منی فی الحج۔ (شرح ریاض الصالحین)

**خلاصہ**: اذان کے متعلق صحابہ ؓم نے حضرت عثمان ؓ پر نکیر نہیں کی جس طرح سفر حج میں منی کے اتمام پر نکیر کی۔

**وسوسہ [۶]** حضرت امام شافعی ؒ جمعہ کی اذان کے متعلق فرماتے ہیں: مجھے یہ پسند ہے کہ اذان اس وقت ہو جب امام منبر پر آئے اور اس پر اضافہ نہ ہو۔

**جواب**: حضرت امام شافعی ؒ کی عبارت انکار اذان سے متعلق ہے ہی نہیں اور نہ تو انہوں نے آپ کے فرقہ کی طرح اذان عثمانی کو بدعت اور مردود کہا اور نہ ہی مذاق اڑایا، اور بدعت کیوں کر کہہ بھی سکتے ہیں جب کہ یہ خلیفہ راشد کی سنت ہے اور تمام صحابۂ کرام ؓم سمیت تمام ہی اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اجماع بھی ہے۔

خود شوافع نے بھی وہ مطلب نہیں سمجھا جو آپ نے مطلب پرستی میں سمجھ لیا۔ سچ ہے: اندھے



کو اندھیرے میں بڑے دور کی سوجھی۔ خیر آیئے دیکھتے ہیں اذان عثمانی کے متعلق شوافع کا صحیح نظریہ کیا ہے؟ تو لیجیے علامہ ابو بکر دمیاطی شافعی ؒ فرماتے ہیں:

"ویسن أذانان للجمعة"۔ (اعانۃ الطالبین: جلد ۱ صفحہ ۲۳۲)

"کہ جمعہ میں دو اذانیں سنت ہیں"۔

اسی طرح علامہ قسطلانی شافعی اذان عثمانی کے متعلق لکھتے ہیں:

"اول باعتبار الوجود ثالث باعتبار مشروعیة عثمان له باجتهاده وموافقة سائر الصحابة له بالسکوت وعدم الإنکار فصار إجماعا سکوتیا"۔

(ارشاد الساری: جلد ۲ صفحہ ۱۷۸)

یعنی کہ جمعہ کی اذان مشروع ہے حضرت عثمان ؓ کے اجتہاد کی وجہ سے مزید (پلس) یہ کہ صحابہ ؓم نے خاموشی سے حضرت کا ساتھ دیا کوئی نکیر نہیں کی۔

**نوٹ**: اہل حدیث فرقہ بھی بڑا عجیب ہے کہ اس نے اپنے حصہ میں قرآن میں سے متشابہات، تصوف میں سے شطحیات اور فقہ میں سے شواذ لیا ہے۔

**وسوسہ [۷]** "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کچھ غیر مقلدین یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری ؒ اس اذان کو بدعت اور محدث کہتے تھے۔

**جواب**: اذان عثمانی جیسے اجماعی اور ٹھوس مسئلہ پر اگر کسی سلف سے بدعت کا قول ثابت بھی ہو تو اس سے کیا مراد ہے اس سے پہلے ہم وسوسہ نمبر ۴ر کے جواب میں مضبوط دلائل سے ثابت کر چکے ہیں، اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ حضرت حسن بصری ؒ کے اس قول کی سند (چین) کمزور ہے۔

خود فرقہ اہل حدیث کے عالم محب اللہ شاہ راشدی لکھتے ہیں:

"اس کی سند میں ہشیم بن بشیر ہیں اور یہ تیسرے درجہ کا مدلس ہے دیکھیے طبقات المدلسین للحافظ ابن حجر، اور تیسرے مرتبہ کے مدلسین کی روایت جب تک سماع کی تصریح نہ کریں مقبول نہیں ہوتی اور یہاں وہ تصریح سماع نہیں کرتے بلکہ "عن" سے روایت کرتے ہیں دیکھیے مصنف

ابن ابی شیبہ“ (مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۶۳، ۲۶۴)

**وسوسہ** [۸] بعض غیر مقلدین یہ بھی کہتے ہیں کہ امام زہری بھی اس اذان کا انکار کرتے تھے۔

**جواب**: مدعی سست گواہ چست کا رول نہ نبھائیں، خود فرقہ اہل حدیث کے عالم محب اللہ شاہ راشدی صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہے کہ:

”امام زہری کے الفاظ یہ ہیں: ”فاحدث امیر المؤمنین عثمان التاذین الثالثۃ علی الزوراء لیجتمع الناس“۔ (مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۶۴)

کوئی اہل حدیث (غیر مقلد) بتائے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ یہ اذان بدعت ہے؟

**خلاصہ** یہ ہے کہ حضرت امام زہری اس اذان کا انکار نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس کی تاریخ بتلا رہے ہیں کہ اس اذان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جاری کیا تا کہ لوگ مسجد میں جمع ہو سکیں، مسجد آ سکیں۔ پھر یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جاری کی ہوئی اذان مسنون ہے اور اس پر اجماع بھی ہے جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں دلائل سے ثابت کیا۔

**وسوسہ** [۹] امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس اذان کا انکار کرتے تھے۔

**جواب**: جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا تو کوئی آپ سے سیکھے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس اذان کا انکار نہیں کرتے تھے، خود فرقہ اہل حدیث کے عالم محب اللہ راشدی صاحب اپنے ہی فرقہ کے الیاس اور عبید اللہ عفیف صاحبان کے مغالطہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”امام مالک کے الفاظ یہ ہیں: ”ان الاذان بین یدی الامام لیس من الامر القدیم“۔ (مقالات راشدیہ: جلد ۱ ص ۲۶۵)

[ترجمہ] امام کے سامنے اذان دینا پرانا طریقہ نہیں ہے۔

تو پتہ چلا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سرے سے اذان عثمانی کو نفی ہی نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ امام کے سامنے اذان دینا پرانا طریقہ نہیں ہے۔

**وسوسہ** [۱۰] امام کے سامنے اذان کیوں دیتے ہو؟



**جواب**: اذان کے متعلق جگہ کی بحث کچھ صفحات پہلے وسوسہ نمبر ا کے ذیل میں گذری کہ اذان میں مقصود جگہ نہیں ہے، اور اگر جگہ اتنی ہی اہم ہے تو پھر عام اذانیں مسجد میں دینا موذن رسول کی سنت کے مطابق ہے؟ ایمانداری سے جواب دیجیے گا، تفصیلی بات گذر چکی ہے۔

پھر بھی ہم امام کے سامنے اذان دیے جانے کے دلائل نقل کر دیتے ہیں:

(۱) شرح زرقانی میں لکھا ہے:

الزھری عن السائب قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ إذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ و أبی بکر و عمر۔ (شرح زرقانی: جلد ۱ صفحہ ۳۰۹)

یعنی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جب منبر پر بیٹھتے تو ان کے سامنے اذان دی جاتی تھی۔

(۲) علامہ عبدالکبیر رافعی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”ثم کان یؤذن المؤذن بین یدیہ اذا استوی علی المنبر فثبت الامر علی ذالک“۔ (فتح العزیز شرح الوجیز: جلد ۴ صفحہ ۶۰۰)

موذن امام کے سامنے اذان دیتا تھا پھر اسی پر (صحابہ وغیرہ کا) عمل رائج ہو گیا۔

اور خود آپ ہی کے فرقہ کے عالم حافظ زبیر علی زئی مرحوم بھی اس کو صحیح ماننے پر مجبور ہیں، اپنی کتاب میں لمبی بحث کے بعد لکھتے ہے:

”راجح یہی ہے کہ اذان منبر کے قریب کہنی چاہیے“۔ (فتاویٰ علمیہ: جلد ۱ صفحہ ۴۵۰)

(**نوٹ**: حافظ زبیر علی زئی مرحوم فرقہ غیر مقلدین میں کچھ کم رتبے کے نہیں ہیں بلکہ ان کو ذہبی عصر اور امام الجرح والتعدیل کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے)۔

**وسوسہ** [۱۱] بھولی بھالی عوام کو دھوکا دینے کے لیے یہ فرقہ یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ضرورت کے وقت اذان دی تھی جب ہمیں بھی ضرورت پڑے گی تو ہم اذان دیں گے۔

**جواب**: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے اذان کی ضرورت یہی تھی کہ پبلک زیادہ ہو گئی تھی جیسا کہ تمام بیان کرنے والے محدثین اور شارحین نے بیان کیا ہے، اب ہمارا سوال یہ ہے کہ آخر

آپ کو یہ ضرورت اب تک محسوس کیوں نہیں ہوتی؟ جب کہ آپ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ آپ کی آبادی بڑھ رہی ہے پھر ضرورت محسوس نہیں ہو رہی ہے کیا یہ تعجب کی بات نہیں؟

پتہ چلا حقیقت میں انکار ہے مگر اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لیے اور عوام کو اندھیرے میں رکھنے کے بس خوبصورت جملے کا استعمال کرتے ہیں۔

**وسوسہ** [۱۲] حضرت عطاء اس اذان کا انکار کرتے تھے۔

**جواب:** حضرت عطاء کا یہ قول وحی ہے کیا؟ جب کہ فرقہ اہل حدیث کے نزدیک نبی کا قول بھی بلا وحی کے حجت نہیں جیسا کہ محمد جونا گڈھی صاحب لکھتے ہیں:

”سنیے جناب! بزرگوں کی، مجتہدوں اور اماموں کی رائے، قیاس، اجتہاد، استنباط اور ان کے اقوال تو کہاں شریعت اسلام میں، تو خود پیغمبر ﷺ بھی بغیر وحی کے اپنی طرف سے کچھ فرمائیں تو وہ بھی حجت نہیں“۔ (طریق محمدی: صفحہ ۵۷)

اسی طرح جب یہ فرقہ صحابہ کے فتاوی کو ٹھکرا دیتا ہے تو حضرت عطاء تو صحابی بھی نہیں بلکہ تابعی ہیں۔ صحابہ کے بارے اہل حدیث کیا فرماتے ہیں؟ سنیے: ہم نے عمر رضی اللہ عنہ کا کلمہ نہیں پڑھا جو ان کی بات مانیں۔ (فتاوی ثنائیہ: جلد ۲ صفحہ ۲۵۲)

**گذارش ہے:** کیا آپ نے حضرت عطاء کا کلمہ پڑھا ہے؟ جو ان کی بات مان رہے ہیں؟ اسی طرح اہل حدیث فرقہ کے عبید اللہ عفیف صاحب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک صحیح موقوف حدیث کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اگرچہ امام ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے مگر اس سے دلیل نہیں لی جا سکتی، کیوں کہ یہ ان کی رائے ہے اور دلیل کے لیے مرفوع حدیث درکار ہوتی ہے“۔ (فتاوی محمدیہ: صفحہ ۶۲۳)

تو حضرت عطاء کا قول تو صحابی کے قول سے یقیناً کم رتبے کا ہی ہوگا۔

پھر اصل بات یہ ہے کہ: حضرت عطاء نے اذان عثمانی کو بدعت اور ناجائز نہیں فرمایا، بلکہ ان کی رائے یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو اضافہ کیا وہ شرعی اذان تھی یا محض اطلاع اور آگاہ کرنے کے لیے پکار تھی، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا: ”فقال عطاء كلا' انما



كان يدعو الناس دعاء ولا يؤذن غير اذان واحد“۔ (فتح الباری: جلد ۲ صفحہ ۳۹۵) حضرت عطاء فرماتے ہیں ہرگز نہیں وہ تو لوگوں کو بلانے کے لیے کیا تھا اور اذان تو ایک ہی ہوتی تھی، پتہ چلا حضرت عطاء اس اذان کے انکاری نہیں تھے، پھر بھی زبردستی کوئی حضرت عطاء کو اس اذان کا منکر ہی بتائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عطاء کا یہ قول جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مقبول نہ ہوگی، کیونکہ جمہور نے اس کو مسنون اور اجماعی اذان تسلیم کیا ہے، جیسا کہ ہم نے دلائل سے بتایا، جیسے کہ جمہور کے خلاف حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے معوذتین کے بارے میں خود فرقہ اہل حدیث کے نزدیک بھی اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ معتبر نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فرقہ اہل حدیث کی مشہور کتاب (مقالات راشدیہ: جلد ۱ صفحہ ۲۹۰)

**وسوسہ** [۱۳] ہدایہ کے حاشیہ میں لکھا ہے: شوافع کے درمیان اختلاف ہے کہ یہ اذان مستحب ہے یا مکروہ؟

**جواب:** اس طرح کی علمی بحث تو اہل علم کرتے ہی رہتے ہیں جس کو سمجھنا اہل علم کا کام ہے، ہر شخص ہر کام نہیں کر پاتا۔ البتہ شوافع کا مسلک کیا ہے تو دیکھیے خود شافعی عالم علامہ عبد الرحمن جزیری اس اذان کے متعلق فرماتے ہیں:

”ومما لا ريب فيه ان زيادة هذا الاذان مشروعة“۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ: جلد ۱ صفحہ ۴۴۳)

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اذان مشروع ہے۔

# اہل السنت والجماعت اسلامک سینٹر (اے، آئی، سی) کی بنیاد کیوں رکھی گئی؟

بزبان: الحاج محترم جناب امتیاز صاحب ابن مولانا ریاض الحق قاسمی صاحب

جب ۱۹۹۶ء میں رضوی کالج میں پڑھتا تھا تب ہی فرقہ اہل حدیث سے بہت متاثر ہو گیا تھا کیوں کہ اس وقت ڈاکٹر ذاکر نائک کا کافی زور تھا اور اہل حدیث فرقہ کی دعوت سننے دیکھنے میں بڑی اچھی معلوم ہوتی تھی، کیوں کہ ہر غیر مقلد بات بات میں قرآن اور صحیح حدیث کے حوالے کی بات کرتا ہے اور ایک چیز بار بار بولی اور سنی جائے تو اس کا اثر دل و دماغ پر ہو ہی جاتا ہے تو اس طرح میں اہل حدیث فرقہ سے کافی قریب ہو چکا تھا۔

مختصر یہ کہ میں نے اس سلسلہ میں اپنے والد محترم حضرت مولانا ریاض الحق قاسمی صاحب سے بھی بات کی، اس دوران اور بھی اہل حق علمائے کرام کے بیانات سنے، پھر اللہ نے محترم جناب حافظ اقبال ملی صاحب کے ایک پروگرام میں شریک ہونے کا موقع دیا، خدا گواہ ہے ادھر پروگرام چل رہا تھا اور ادھر غیر مقلدیت کی اصل حقیقت اور فرقہ اہل حدیث کے خوبصورت جملوں کا کھوکھلا پن واضح ہو رہا تھا۔

اب یہاں سے ہم نے خود فرقہ اہل حدیث کی تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ فرقہ بھی دوسرے باطل فرقوں کی طرح صرف خوبصورت بول ہی استعمال کرتا ہے اور اندر سے یہ بھی دوسرے باطل فرقوں کی طرح کھوکھلا ہے۔

اب میں اس پوزیشن میں ہوں کہ مجھے چڑھتے سورج کی طرح یقین ہے کہ جس طرح معتزلہ اصحاب العدل والتوحید جیسے خوبصورت نام رکھنے کے بعد بھی اندر سے کھوکھلا ہے اسی طرح یہ قرآن و حدیث کے نچوڑ "فقہ" کا انکار کرنے والا فرقہ بھی اہل حدیث جیسے خوبصورت نام رکھ لینے کے بعد بھی اندر سے کھوکھلا ہے۔ جب سے یہ فرقہ پیدا ہوا تب ہی سے اپنی مکمل نماز تو کیا ایک رکعت نماز بھی قرآن اور صحیح، صریح، غیر معارض حدیث سے ثابت نہ کر سکا خود ہم نے بھی بار بار ان نام نہاد اہل حدیثوں سے مطالبہ کیا سوال لکھ کر دیا، مگر اب تک جواب نہ دے سکے۔

ہماری اس مختصری کارگزاری کا مقصد یہ ہے کہ ہم اہل السنۃ والجماعۃ (حنفی، مالکی، شافعی اور



حنبلی) ہی حق پر ہیں، خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے (اہل السنۃ والجماعۃ) کے حق پر ہونے کو بیان کیا ہے اور جب سورہ آل عمران کی آیت یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ... نازل ہوئی تو صحابہ کے سوال کے جواب میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چمکدار چہرے والے اہل السنۃ والجماعۃ کے لوگ ہوں گے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اسی حدیث پاک کی نسبت پر ہم نے اپنے بزرگوں کی دعاؤں کے ساتھ ۲۰۱۳ء میں ایک اسلامک سینٹر کی بنیاد ڈالی جس کا نام رکھا "اہل السنۃ والجماعۃ" (اے، آئی، سی، ممبئی)۔

## اہل السنت والجماعت اسلامک سینٹر (اے، آئی، سی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل قیامت کے دن چمکدار چہرے والے اہل السنۃ والجماعۃ ہوں گے (تفسیر ابن کثیر سورہ آل عمران: جلد ۱ صفحہ ۹۷۴)۔ اسی نسبت پر اہل السنت والجماعت اسلامک سینٹر (اے، آئی، سی) کی بنیاد رکھی گئی جس کا بنیادی مقصد دین کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے، الحمد للہ یہ سینٹر شروع دن سے ہی بڑی فکروں کے ساتھ کام میں لگا ہوا ہے اور آگے بھی لگا رہے گا۔ (ان شاء اللہ)۔

## اغراض ومقاصد (ہمارا کام)

[۱] درس قرآن [۲] دین کی حفاظت [۳] دین کی صحیح تبلیغ [۴] سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نشر و اشاعت [۵] تربیتی علمی کیمپ [۶] دینی مجالس کا انعقاد [۷] امت میں اتحاد قائم کرنا [۸] انٹرنیٹ پر پھیلائے جانے والے غلط پروپیگنڈوں کا جواب [۹] اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات [۱۰] دینی پمفلٹ، آڈیوز اور ویڈیوز وغیرہ لوگوں میں عام کرنا۔

## آئندہ کے ارادے

عربی، انگلش اور دوسری زبانوں میں پمفلٹ اور آڈیوز، ویڈیوز بنا کر لوگوں میں عام کرنا۔

**نوٹ**: اگر کوئی آپ کو قرآن وحدیث اور دین کے نام پر کچھ بتا کر کنفیوز کرتا ہے تو آپ پریشان نہ ہوں بلکہ ہمارے سینٹر سے رابطہ کریں۔

+91 7710919549 / 9004489736 / 8070114106